SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Zumara Iqbal, & Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi. (2024). A Research and Analytical Review of Islamic Teachings for Interfaith Justice and Welfare: بین المذاہب انصاف اور بہبود کے لیے اسلامی تعلیمات کا تحقیق و تجزیاتی جائزہ . *Shnakhat*, *3*(2). Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/246

A Research and Analytical Review of Islamic Teachings for Interfaith Justice and Welfare

بین المذاہب انصاف اور بہبود کے لیے اسلامی تعلیمات کا تحقیق و تجزیاتی جائزہ

Zumara Iqbal | Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi

Research Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad at-zumaraiqbal44@gmail.com
Director, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad.

Abstract
This paper provides a comprehensive analysis of Islamic teachings focusing on their implications for interfaith justice and welfare. The purpose of this paper is to clarify the fundamental principles within Islam that promote social equality, inclusion and the overall well-being of individuals, regardless of their religious background. Drawing on primary Islamic sources, including the Qur'an and Hadith, and scholarly interpretations, this paper explores in depth the Islamic position on justice and welfare in the context of interfaith relations. This paper critically examines Islamic principles, moral guidelines and historical examples that illustrate the importance of justice and welfare for both Muslims and non-Muslims. Particular attention is paid to principles that emphasize shared values, which aim to promote harmonious coexistence among members of diverse religious communities. Furthermore, this paper sheds light on the contemporary challenges facing interfaith relations and justice, offering insights into how Islamic teachings can contribute to conflict resolution and the establishment of social justice. The synthesis of historical perspective and contemporary realities contributes to the ongoing dialogue on interfaith understanding. In summary, this paper examines Islamic teachings as a guiding force for the promotion of justice and welfare in interfaith contexts. highlights the importance. It advocates a deeper exploration of shared values among diverse communities and highlights the potential role of Islamic principles in building bridges, enhancing understanding and contributing to the collective well-being of society.
Keywords: Interfaith Relations, Islamic Education, Justice and Welfare, Conflict Resolution, Religious Communities.

یہ تحقیقی اور تجزیاتی جائزہ بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے لیے ان کے مضمرات پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کے گہرے اصولوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اسلام، ایک جامع اور اخلاقی بنیادوں پر مبنی اعتقادی نظام کے طور پر، رہنمائی کا ایک بھرپور ذخیرہ پیش کرتا ہے جو انفرادی عقیدے کی برادریوں کی حدود سے باہر تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ مقالہ ان کلیدی اسلامی اصولوں کی جانچ کرتا ہے جو سماجی انصاف، مساوات اور ہمدردی کی وکالت کرتے ہیں، متنوع مذہبی روایات کے درمیان ہم آہنگی کے رشتوں کو فروغ دینے میں ان کے ممکنہ اطلاق کیتلاش کرتے ہیں۔ خیرات، مساوات اور دوسروں کے ساتھ اخلاقی سلوک پر اسلامی تعلیمات کا تنقیدی تجزیہ کرتے ہوئے، اس تحقیق کا مقصد معاشرے کی بہتری کے لیے بین المذاہب تعاون کو فروغ دینے میں اسلام کے کردار کو روشن کرنا ہے۔

مزید برآں، مقالہ ان تاریخی مثالوں کی چھان بین کرتا ہے جہاں بین المذاہب مسائل کو حل کرنے اور متنوع برادریوں کی فلاح و بہبود کے لیے اسلامی اصولوں کا اطلاق کیا گیا ہے۔ علمی نقطہ نظر کی ترکیب کرتے ہوئے، مقالہ اسلامی تعلیمات اور دیگر مذہبی روایات کے درمیان مشترکات اور اختلافات کی نشاندہی کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس کا مقصد مشترکہ اقدار کو اجاگر کرنا ہے جو باہمی افہام و تفہیم اور تعاون کی بنیاد کے طور پر کام کر سکتی ہیں۔ یہ تحقیق بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، جو مذہبی حدود سے بالاتر ہو کر ایک زیادہ جامع اور ہمدرد عالمی معاشرے کے لیے کردار ادا کرتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس مقالہ میں درج ذیل امور زیر بحث رہیں گے۔

- اسلام میں عدل وانصاف کا تصور
- اسلام میں فلاح و بہبود کا تصور
- دیگر مذہبی روایات کے ساتھ تقابلی تجزیہ
- بین المذاہب میں انصاف اور بہبود کو درپیش چیلنجز کا مطالعہ
- انصاف اور بہبود کو درپیش مسائل اور ان کا حل
- خلاصہ

یہ ایک تحقیق و تجزیاتی جائزہ ہے جس میں ہمارے سامنے معاشرے میں امن وامان قائم کرنے اور اسلام میں عدل وانصاف کے تصور کو واضح کرنا اور بین المذاہب میں انصاف اور بہبود کو درپیش مسائل، چیلنجز کا مطالعہ کرنا اور ان کا سدباب ان سب چیزوں کو اس مقالہ میں شامل کیا ہے۔

اسلام میں بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے تصور کی اہمیت کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عدل، انصاف، امن، امان، احسان، انسانیت، ایمان اور محبت کی بنیادوں پر مبنی ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں فرد کی حقوق اور وظائف کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اسلام میں انصاف کی بات کی گئی ہے کہ ہر انسان کو برابری اور انصاف سے پیش آنا چاہیے۔

اسلامی تعلیمات میں انسانیت کی قدرتی بنیادوں پر قائم انصافیت کی بات کی گئی ہے۔ مختلف مذاہب، نسل، جنس، یا علاقوں کے لوگوں کے درمیان انصاف کی حمایت کی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عدل وانصاف کے اصول پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ معاشرتی بحرانوں کو دور کیا جا سکے اور لوگ ایک دوسرے کے ساتھ محبت، احترام، اور معاونت کریں۔

فلاح و بہبود کے لئے اسلامی تعلیمات نے انسانی معاشرت کے ہر شعبے میں حکومتی اور غیر حکومتی اداروں کی بنیادوں پر انصافیت اور برابری کو بنیاد بنایا ہے۔ اسلامی معاشرتی نظام میں زکوۃ، صدقات، احسان، اور خیرات کی اہمیت کو بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے تاکہ غنی اور غریب دونوں ایک دوسرے کی مدد کریں اور معاشرتی بہبود کو فراہم کریں۔

اسلامی تعلیمات میں معاشرتی بہبود کے لئے مختلف اصول و ضوابط فراہم کیے گئے ہیں جن میں انصاف، امن، امان، محبت، احسان، انسانیت، ایمان، اور برابری شامل ہیں۔ ان اصولوں پر عمل کر کے انسانیت کو فراہم کی جانے والی معاشرتی بہبود کو مضبوط کیا جاسکتا ہے۔۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا[i]

"ایمان والو! انصاف کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، اللہ کے لئے گواہ بنو، چاہے وہ تمہارے خود کے خلاف ہو، یا تمہارے والدین اور نزدیک رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ اگر وہ غنی ہوں یا غریب، تو اللہ دونوں کے بہتر ہیں۔ پس تم بھی انصاف کرنے سے نہ ہٹو اور اگر موڑ دو یا منہ پھیر لو، تو بھی اللہ تمہارے اعمال کو بہتر جانتا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عدل و انصاف سے کام لو اور جب بھی کوئی فیصلہ کرو تو اللہ کی کتاب میں موجود احکام کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کرو۔ خواہ تمہارے رشتہ دار یا تمہارے عزیز و اقارب ہی اس میں شامل کیوں نہ ہو تمہیں چاہیے کہ تم عدل و انصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرو چاہے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ جاتا ہو۔ اور اگر تم نے اس میں کوتاہی اختیار کی تو یاد رکھو اللہ سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہ ہے وہ تمہارے تمام ظاہر و باطن اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

اس موضوع پر ہونے والا سابقہ علمی کام:

بین المذاہب انصاف اور بہبود کے لیے اسلامی تعلیمات کا تحقیق و تجزیاتی جائزہ موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت ہے جس پر غور و فکر ہماری اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ تاہم اس موضوع پر ہونے والا سابقہ علمی کام ایک مقالہ **"بین المذاہب ہم آہنگی اور عصری تقاضے: الہامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ" محمد مدثر شفیق اور عابد نعیم**[ii] کا ہے۔ جس میں انہوں نے بین المذاہب ہم آہنگی اور اس کے عصری تقاضوں کے متعلق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ پیش کیا اور طویل بحث کی ہے۔

بین المذاہب انصاف اور بہبود کے اسلامی تعلیمات ایک ایسا موضوع ہے جس پر ماضی میں کیا گیا کوئی بھی مقالہ یا تحقیقاتی تجزیہ نہیں ملتا تاہم یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر ریسرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ اسلیے یہ مقالہ اس لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں ہم بین المذاہب انصاف اور بہبود کے لیے اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہوئے تفصیلی بحث زیر بحث لائیں گے۔

اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں اور اس میں بیان کیے گئے عنوانات کو زیر بحث لاتے ہوئے معاشرے میں اسلامی اصول اور اسلامی نظام مرتب کرنا اور انصاف اور بہبود کے لیے قرآن و سنت کی مدد سے دی گئی رہنمائی پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کو پر امن اور خوشگوار کیسے بنایا جاسکتا ہے اس پر تفصیلی بحث کریں گے۔

عدل و انصاف

عدل و انصاف معاشرے، ممالک، اور سلطنتوں کی بقاء کے لئے بہت ضروری ہے۔ عدل و انصاف کی عدم موجودگی معاشرتی تشویشات، انفرادی اور جماعتی بحرانات، اور حکمرانی کی غلطیوں کی وجہ بن سکتی ہے۔ ایک معاشرت یا سلطنت جہاں عدل و انصاف قائم نہ ہو، وہاں لوگوں کا اعتماد کم ہوتا ہے، انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بڑھتی ہیں، اور معاشرتی بہبود میں کمی آتی ہے۔

حاکمین کے اقتدار میں عدل و انصاف کی قائم رکھنا ان کے لئے اہم ضرورت ہوتی ہے۔ بے عدل حکمرانی میں لوگوں کا اعتماد ختم ہوتا ہے اور سماجی انفرادی اور جماعتی تشویشات پیدا ہوتی ہیں۔ عدل و انصاف کی بنیاد پر حکومتی فیصلے اور پالیسیوں کو انفرادی اور سماجی سطح پر بھی قبول کیا جاتا ہے۔

عدل و انصاف کا خواب سماجی سطح پر بھی بہت اہم ہے۔ لوگوں کے درمیان انصاف کا مظاہرہ ہر ایک کی ذاتی اور معاشرتی زندگی کا حصہ بننا چاہئے۔ انفرادی اور سماجی سطح پر عدل و انصاف کی بنیادوں پر قائم معاشرتی نظام، سلامتی، امن، اور معاشرتی بہبود کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔

یوں، عدل و انصاف ایک معاشرتی نظام کی بنیاد ہوتے ہیں، جو انسانیت کی ترقی اور بہتر مستقبل کی راہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

لسان العرب کی روشنی میں، عدل کا مطلب بالاستقامت ہے، یعنی ایک اصول یا حالت جو کسی چیز یا شخص کی برابری اور مساوات کو ظاہر کرتی ہے۔اس سے مراد ہے کہ عدل کے تحت ہر انسان کو اپنے حقوق کے مطابق انصاف سے معاملہ کیا جائے، اور کسی کی برابری پر جور نہ کیا جائے۔[iii]

ایسا حکومتی نظام جو عدل کے ساتھ حکمرانی کرتا ہے، خدا کے ناموں میں سے ایک اسم ہے۔یعنی خدا کی طرف سے حاکم کو انصاف اور برابری کی بنیاد پر قوم کی حکمرانی کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے۔ایسا حاکم جس کی حکمرانی عدل کے ساتھ ہو، اپنی قوم کو امن اور امان میں رکھتا ہے اور انصاف کے ساتھ ان کے مسائل حل کرتا ہے۔عدل کی روشنی میں، حکومت کا اہم مقصد افراد کی حفاظت اور معاشرتی بہبود کو فراہم کرنا ہے۔"

امام جرجانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے عدل کی تعریف کو ایک بہت ہی موجز اور واضح طریقہ میں بیان کیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ عدل وہ حالت ہے جو افراط اور تفریط کے درمیان وسط کا پیش کرتی ہے۔

یعنی، عدل کا مطلب ہے کہ کسی بھی معاملے میں انصاف کے ساتھ حکمرانی کی جائے، بغیر کسی طرف کو زیادہ ترجیح دیے یا نظر انداز کیے۔اس کا مطلب ہے کہ انصاف کی بنیاد پر امور کو بروقت اور معقول طریقے سے حل کیا جائے، بغیر کسی طرف کو زیادہ یا کم حقوق دیے۔

امام جرجانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ عدل انصاف کے تصور کو انتہائی اہمیت دیتا ہے، جہاں افراط اور تفریط کے درمیان متوازن حکمرانی کیا جاتا ہے۔[iv]

ایڈوارڈ ولیم لین (Edward William Lane) ایک برطانوی عالم اور مصری شناس تھے جو عربی زبان کے ماہر تھے۔ان کی کتاب "معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ" کافی شہرت حاصل کر چکی ہے جس میں عربی زبان کی لغت کا تفصیلی مطالعہ موجود ہے۔ان کے مطابق، عدل کا مطلب اُمور معاملاتی میں درستی اور برابری کا رویہ اختیار کرنا ہے۔یعنی، انصاف کے ساتھ امور کا حل کرنا، اور ہر شخص کو اُس کے حقوق کے مطابق معاملہ کرنا۔عدل کا مطلب ہے کہ کسی بھی معاملے میں طرفین کے درست حقوق اور فرصتوں کا احترام کیا جائے[v]۔

عدل کے مختلف معنی ذکر ہوئے ہیں جس میں سے اسکا ایک معنی یکساں اور برابری کرنے کے بھی ہیں۔اسی طرح انصاف کی اگر بات کی جائے تو

یہ بھی عدل سے مختلف نہ ہے انصاف اپنے وسیع تر سیاق و سباق میں حقیقی اور فلسفیانہ معنوں کسی معاملے کے احسن طریقے سے انجام پانے کا نام ہے۔انصاف سے مراد ظلم و زیادتی کے خلاف آواز بلند کرنا اور مظلوموں کا سہارا بننا مشکل وقت میں ان کے لیے قدم اٹھانا اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہونے دینا انصاف کے زمرے میں آتا ہے۔اسی طرح معاشرتی انصاف جس میں معاشرے میں رنگ و نسل، ذات پات، قوم، امیری غریبی کے فرق کو ختم کرتے ہوئے حق بات کہنا اور حق کا ساتھ دینا شامل ہے۔اسکے علاوہ ایک انصاف کی دوسری شکل قانونی انصاف ہے جس میں اگر کوئی غریب، مسکین یا مظلوم، لاچار عدالت میں جا کر یا قاضی کے پاس جا کر اپنے حق کے لیے آواز بلند کرے یا پھر اپنے ساتھ ہوئی زیادتی پر انصاف طلب کرے تو اس کو اس کا حق دینا قانونی انصاف میں شامل ہے۔اسکے علاوہ انصاف کی ایک صورت مذہبی انصاف بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے احکامات پر امر و نہی کے مطابق عمل کیا جائے۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ انصاف کا مطلب یہ کہ اس کی ذات، صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اس کے ہر حکم کی بجا آوری کی جائے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ[vi]

ترجمہ: بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اسی طرح ایک دوسری ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓـئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَ هُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ[vii]

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ چھپایا، ان کے لئے سلامتی ہے، اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔"

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ چھپایا، ان کے لئے سلامتی ہے، اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔"

مندرجہ بالا آیات سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا بہت بڑا ظلم اور بہت بڑی ناانصافی ہے جس سے انسان سخت سزا کا مستحق ہو سکتا ہے اور دائرہ اسلام سے ہمیشہ کے لیے خارج ہو جاتا ہے کیونکہ دائرہ اسلام میں رہنے کے لیے بنیادی شرائط میں سے سب سے پہلی شرط ہی اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا ہے۔

اسلام میں عدل وانصاف

عدل وانصاف اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصول اور قیمتی مبادی میں سے ایک ہے۔ اسلامی دینی تعلیمات میں عدل وانصاف کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے، جو انسانی معاشرت کی بنیادی بنیاد ہے۔

عدل وانصاف کے بغیر، کوئی بھی معاشرت قائم نہیں رہ سکتی۔ اسلامی تعلیمات میں انصاف کی بنیادی معنوں میں ہر ایک شخص کو اپنے حقوق اور فرضیات کے مطابق حکمرانی کرنا اور دوسرے کے حقوق کا احترام کرنا شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو عدل وانصاف کے ساتھ عمل کرنے کی ہدایت دی ہے، جو کہ انسانیت کے لئے ایک مثالی نمونہ ہیں۔ انبیاء علیہ السلام کے دور میں عدل وانصاف کی بنیادی اہمیت کو اجاگر کیا گیا، جو انسانیت کی روشنی اور ترقی کے لئے اہم ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ[viii]

"ہم نے ہمارے رسولوں کو بیانات کے ساتھ بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل وانصاف کے لئے) نازل کیا تاکہ لوگ عدل کے ساتھ قائم رہیں۔"

"انصاف کی فلسفہ پر قائم رہنا ہمیشہ اہم ہوتا ہے اور میری تعلیمات اسی روح میں ہوں گی۔ میں یہ مانتا ہوں کہ انصاف کے بغیر کسی معاشی، سماجی، یا سیاسی نظام کا کامیاب ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے میں اپنی قوم کی انصاف کیلئے پورے دل سے کام کروں گا، رشوت نہیں لوں گا، اور بے جانبہ انصاف کا پرچم بلند رکھوں گا"۔[ix]

یہ آیت توریت کی کتابِ استثناء سے لی گئی ہے، جس میں خداوند تعالیٰ بنی اسرائیل کو انصاف کے قیام کے بارے میں ہدایات دے رہا ہے۔ اس آیت میں درج ذیل باتوں پر زور دیا گیا ہے: ہر شہر میں قاضی اور حاکم مقرر کیے جائیں۔ یہ قاضی اور حاکم سچائی سے لوگوں کا انصاف کریں۔ انصاف میں کسی قسم کا تعصب یا جانب داری نہ ہو۔ رشوت نہ لی جائے۔ ہمیشہ ہمیشہ انصاف پر قائم رہا جائے۔

ان ہدایات کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں امن وامان قائم ہو اور لوگوں کے حقوق محفوظ رہیں۔

قاضی اور حاکم کا مقرر ہونا: قاضی اور حاکم کا مقرر ہونا اس لیے ضروری ہے تاکہ معاشرے میں تنازعات کا حل قانونی طریقے سے ہو سکے۔ قاضی اور حاکم کا کام یہ ہے کہ وہ دونوں فریقوں کی باتیں سنیں اور پھر حق کے مطابق فیصلہ کریں۔

سچائی سے انصاف کرنا: قاضی اور حاکم کا فرض ہے کہ وہ سچائی سے انصاف کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کے ساتھ بھی تعصب یا جانب داری نہ کریں اور صرف حق کے مطابق فیصلہ دیں۔

انصاف میں تعصب یا جانب داری نہ ہونا: انصاف میں کسی قسم کا تعصب یا جانب داری نہ ہونا چاہیے۔ قاضی اور حاکم کو دونوں فریقوں کو یکساں سمجھنا چاہیے اور کسی کے ساتھ بھی زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔

رشوت نہ لینا: رشوت لینا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ رشوت لینے سے قاضی یا حاکم کا فیصلہ متاثر ہو سکتا ہے اور وہ حق کے بجائے باطل فیصلہ دے سکتا ہے۔

ہمیشہ ہمیشہ انصاف پر قائم رہنا: انصاف ایک ایسا وصف ہے جس پر ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنا چاہیے۔ چاہے ہمارے اپنے مفادات متاثر ہوں یا ہمیں کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، ہمیں کبھی بھی انصاف سے دستبردار نہیں ہونا چاہیے۔

ان ہدایات پر عمل کر کے ہم ایک ایسا معاشرہ بنا سکتے ہیں جس میں امن وامان قائم ہو اور لوگوں کے حقوق محفوظ رہیں۔

عدل وانصاف اور سزا بخشائی معاشرتی استحکام کی بنیاد ہیں۔ بغیر عدل وانصاف اور قانونی سزاؤں کے، معاشرتی نظام ناکام ہوتا ہے اور جرائم بڑھتے ہیں۔

معاشرت کو برائیوں سے بچانے اور اسے پاک رکھنے کے لئے، قانون اور عدل وانصاف کی موجودگی ضروری ہے۔ اسلامی نظام میں، جرائم کے خلاف کارروائی کے لئے مخصوص حدود مقرر کیے گئے ہیں، جن کے تقدیری اختیار کا فیصلہ حکومت کو ہوتا ہے۔

اسلامی قوانین کے تحت جرائم میں مرتکبین کو سزا دینے کا اختیار حکومت کو ہوتا ہے۔ یہ حدود قانون کی نافذی اور عدل وانصاف کی تسلی بخشی کے لئے ضروری ہیں۔ جرائم کے خلاف کارروائی کے ذریعے معاشرتی بے قانونیت کو روکا جا سکتا ہے اور معاشرت کو امن وامان فراہم کیا جا سکتا ہے۔[x]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَاۙ-وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِؕ-اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖؕ-
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا[xi]

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر امانت کو اُس کے حقداروں تک پہنچائیں، اور جب تم لوگ لوگوں کے درمیان حکمت عمل کریں تو عدل سے حکم دیا کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے تمہیں نصیحت کی ہے، وہ بہت بڑی ہے۔ بیشک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

عدل وانصاف ایسا معیار ہے جو کسی بھی قوم یا معاشرت کو استحکام فراہم کرتا ہے اور بقا کی ضمانت دیتا ہے، اور یہ انصاف ہونا چاہئے جو سب کے لئے یکساں ہو۔ اسلامی تعلیمات میں عدل وانصاف کی بہت بڑی اہمیت ہے، جو کہ ہر طرح کی سونامیوں کا باعث بنتی ہے۔

اسلامی نظام میں، غنی اور غریب کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جس طرح عام آدمی کو قانون کا احترام کرنا ہوتا ہے، امیر کو بھی اسی قانون کے تحت عدل کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے ایک بہت بڑی عدلیہ کی روشنی میں زندگی گزاری جو کہ دنیا کی تمام انسانوں کے لئے مثال بنی۔

عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ حق دار کو پورا حق دیا جائے اور ظالم کو اس کے جرم کی صحیح سزا دی جائے۔ اس طرح مظلوم کو راحت ملتی ہے اور معاشرتی بے قانونی کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اسلامی نظام میں، عدل کی پابندی بہت شدت سے ہوتی ہے تاکہ انصاف کی بنیاد مضبوط ہو۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ[xii]

"جو لوگ ایمان لائے ہیں، اللہ کے لیے قائم رہو، انصاف کے ساتھ شاہدان بنو۔ اور کسی قوم کی نفرت تمہیں انصاف نہ کرنے پر مجبور نہ کرے۔ انصاف کرو۔ یہ تو نیکی کے قریب ہے۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں عدل وانصاف کے قائم رہنے کی ہدایت دیتے ہیں، اور یہ ہمارے معاشرتی، سیاسی، اور فردی زندگی کے ہر شعبے میں اہمیت رکھتا ہے۔ عدل و انصاف کو سرانجام دینا سب کا فرض ہے، چاہے وہ حکومت ہو، عدالت ہو، یا فرد ہو۔ انصاف کے بغیر کوئی بھی معاشرت مستحکم نہیں رہ سکتی۔

حضرت محمد ﷺ نے اپنی زندگی میں عدل وانصاف کو عملی طور پر دکھایا اور اپنی امت کو بھی انصاف کرنے کی تلقین کی۔ وہ ہر صورت میں انصاف کی تحقیق کرتے رہے اور اپنی خود کی عدالت کی اہمیت کو اہمیت دیتے رہے۔ ان کی عدل وانصاف کے ساتھ سلوک کا اثر بہت بڑا رہا اور انہوں نے اپنے انصافی فیصلوں سے معاشرتی امور کو بہتر بنایا۔ حضرت ابو بکرؓ کی اس روایت کے مطابق، وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی حکومت میں ایک اہم اصول کی اظہار فرما رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حکمران کو غصے یا جذبے کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہئے[xiii]۔ یہ ایک بہت اہم نصیحت ہے جو حکمران کو اختیار کرنے والے موقع پر اپنائی جانی چاہئے۔ اس سے سامنے والے معاملے کو عدلیہ اور انصاف کے ساتھ حل کیا جا سکتا ہے، بغیر کسی جانبداری یا جذباتی رد عمل کے۔ یہ روایت عدل وانصاف کی اہمیت کو اور بھی زیادہ زور دیتی ہے اور حکمران کو اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھانے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے اجتہاد کرکے فیصلہ کرنے اور سچائی کی راہ میں صحیح فیصلہ کرنے کے اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اگر حاکم اپنے علم اور اجتہاد کے مطابق فیصلہ کرے اور صواب کی طرف پہنچ جائے، تو اس کے لئے دو اجر ہوں گے، یعنی وہ اپنے اجتہاد کی بنا پر اجر حاصل کرے گا۔ لیکن اگر وہ اپنے اجتہاد میں غلطی کرے اور خطا ہو جائے، تو بھی اسے ایک اجر حاصل ہوگا، چونکہ اس نے اپنی جانبداری یا کم علمی کی بنا پر نہیں، بلکہ اپنے علم واجتہاد کے ساتھ فیصلہ کیا تھا[xiv]۔ یہ روایت عدل وانصاف کے اصول کو بیان کرتی ہے اور حاکم کو عدل وانصاف کے ساتھ امور کا فیصلہ کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قاضی کی تین قسموں کی بیان فرمائیں۔ ۱۔ جنتی قاضی: وہ قاضی جو حق کو پہچانے اور اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے قاضی کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ۲۔ دوزخی قاضی (ظالم): جو شخص حق کو پہچانتا ہے مگر فیصلہ کرتے وقت انصاف نہیں برتا اور ظلم کرتا ہے۔ ایسا قاضی دوزخ کی آگ میں ہوگا۔ ۳۔ دوزخی قاضی (جاہل): جو شخص اپنی جہالت کی بنا پر لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرے۔ ایسا قاضی بھی دوزخ کی آگ میں جائے گا۔[xv]

اس روایت میں قاضی کی اہمیت اور ان کے فیصلے کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک قاضی کو صرف انصاف کے ساتھ انصاف کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے، جو کہ ایک مؤمن کی بشارت ہے، جبکہ دوسری طرف اس کو انصاف سے بھٹکنے اور ظلم کرنے کی نصیحت دی گئی ہے جو کہ دوزخی کا امکان بناتا ہے۔

عدل وانصاف کے بغیر کوئی معاشرہ مستحکم نہیں رہ سکتا۔ ایک امن وامان بھرپور معاشرہ صرف اس صورت ممکن ہے جب تمام افراد کو انصاف اور عدل کا برابر حصہ ملے۔ مختلف طبقات اور مذاہب کے لوگوں کو ایک جیسا انصاف حاصل کرنے کا حکم نہ صرف اخلاقی طور پر درست ہے بلکہ ایک بہترین معاشرتی نظام بنانے کے لیے بھی ضروری ہے۔ انصاف کی بنیاد پر قائم معاشرتی نظام ہی وہ نظام ہوتا ہے جو ہر فرد کو اپنے حقوق اور فرصتوں کا برابر حصہ دیتا ہے، اور جو ایک بہترین اور متحدہ معاشرتی جماعت کی تشکیل پیدا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور انبیاء کی سنت کے مطابق، عدل وانصاف کی پیروی ایک مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے۔

فلاح و بہبود کا تصور

فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ دونوں ایک معاشرتی نظام کی بنیادی بناوٹ ہیں جس کا مقصد معاشرت کے تمام افراد کی زندگی کو بہتر بنانا ہوتا ہے۔ یہ نظام مختلف ترقیاتی، سماجی، اقتصادی، اور سیاسی پالیسیوں کے ذریعے انسانیت، عدلیہ، اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔ فلاح و بہبود کی بنیادی مقصد افراد کی بنیادی ضروریات، جیسے خوراک، صحت، تعلیم، اور مسکن کی فراہمی کرکے ان کی حیات کی کیفیت کو بہتر بنانا ہے۔ اس کے علاوہ، رفاہ عامہ کے ذریعے غربت، بے روزگاری، اور دیگر معاشی مسائل کا حل بھی تلاش کیا جاتا ہے۔ اس طرح، فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کی مفہوم میں تقریباً ہم وہی چیزیں دیکھتے ہیں جو ویلفیئر میں بھی شامل ہوتی ہیں، لیکن ان اصطلاحات میں زیادہ تجارتی یا سماجی معنوں کا اظہار ہوتا ہے جو کہ مختلف معاشی، سماجی، اور سیاسی سیاق و سباق کے تحت مختلف مفہومات اختیار کر سکتے ہیں۔ فلاح و بہبود سے مراد ایک معاشرے میں رہنے والے تمام لوگوں کی سہولیات ان کو درپیش مسائل اور ان کو اس معاشرے میں ایڈجسٹ کرنے کے لیے معاشی طور پر مضبوط بنانے کے لیے جن جن سہولیات کی ضروریات محسوس کی جائے وہ تمام سہولیات ان کو میسر کرکے ان کی زندگیوں کو آسان بنانا اور ان طرز زندگی کے معیار کو بہتر سے بہترین بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا شامل ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاشرتی فلاح و بہبود کی

اہمیت کو بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی اور دیگر انفاقات کا ذکر اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اسلامی نظام میں معاشرتی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے مالی مدد کی اہمیت کو سنجیدگی سے لیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسانیت کی قدرتی اور عظیم اہمیت کو بھی مانا گیا ہے، اور مسلمانوں کو انسانیت کے فروغ اور خدمت کے لیے محبت اور حکمت عملی کی سلسلہ مند تربیت دی جاتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں زکوٰۃ کے علاوہ سخاوت، احسان، امانتداری، انصاف، اخلاقیاتی اصول، اور معاشرتی امن و امان کو بھی بہتر بنانے کی سراہا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ.[xvi]

انہیں تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کرتے ہیں۔ تو کہہ دو کہ معافی۔ اسی طرح اللہ تمہیں نشانیاں بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو۔

یہ آیت مبارکہ ہمیں سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ اس سے نہ صرف ہم اپنی اخرتی زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی دوسروں کی مدد اور خوشیوں میں شریک ہوتے ہوئے اپنی زندگی کو خوشیوں سے بھر سکتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایک انسانی جماعت کی بہتری اور ترقی کا ذریعہ بنتا ہے اور اس سے امید ہوتی ہے کہ اللہ ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازے گا۔۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ.[xvii]

اگر تم خیرات کو ظاہر کردو، تو یہ بہترین بات ہے۔

قرآن مجید میں کچھ مقامات پر ظاہری اور پوشیدہ مال خرچ کرنے کا ثواب برابر کا ذکر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی اجر عطا کرتا ہے جو خیرات پوشیدہ طور پر کرتے ہیں۔ ایک مثال درج ذیل آیت ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.[xviii]

یہ آیت قرآن میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۷۶ میں موجود ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وہ لوگ جو اپنی مالیں دنیا و آخرت کی خوشیوں کیلئے رات دن چھپ کر اور ظاہری طور پر خرچ کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ ہمیشہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔"

سماجی فلاح و بہبود کے لیے حکومت اور مختلف سماجی ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک معاشرت میں سکون و امن، ترقی اور توسیع کے لیے درست سہولیات فراہم کرنا اور محفوظ معیشت کی گارنٹی دینا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ حکومتی اداروں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عوام کے لیے بہترین سہولیات، صحت کی بنیادی خدمات، تعلیمی امکانات، اور روزگار کی فراہمی کے لیے اقدامات اٹھائیں۔ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ معاشی اور سماجی بے امنی، بے روزگاری، اور غیر توازنی کی مسائل کا حل تلاش کریں اور عوام کی مدد کریں۔ ساتھ ہی، مختلف خیراتی اور امدادی ادارے بھی اس عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ غریبوں، محتاجوں، معذوروں، اور بے سہاراوں کی مدد کر کے معاشرتی فلاح و بہبود میں اضافہ کرتے ہیں۔ تاحال کہ ہر حکومت اور انسٹیٹیوشن کی کامیابی اور بیکاری کے معیار پر توجہ دینا ضروری ہے تاکہ معاشرتی فلاح و بہبود میں اضافہ ہو۔[xix] فلاح و بہبود کی خصوصیت اس میں ہے کہ ہر فرد کو اس تک رسائی فراہم ہو جائے جو اس کی ضروریات اور مطالبات کو پورا کرتا ہے۔ ایک ترقی یافتہ معاشرت میں، سماج کی ہر طبقہ، ہر طبیعت والا، اور ہر مذہبی یا غیر مذہبی گروہ اسی طرح کے اہداف کی طرف بڑھتے ہوئے سماج کی بنیادی سہولیات اور فرصتوں تک رسائی حاصل کرنا چاہیے۔ استقلال اور رسائی کی خصوصیت، یعنی ایک مستقل اور یکساں طور پر سب کے لیے فراہم کردہ سہولیات، سماجی فراہمی کے اصول کی بنیادی بات ہیں۔ یہ معاشرتی فلاح و بہبود کی اصلی مقصدات میں سے ایک ہے۔ بغیر اس خصوصیت کے، فردی اور سماجی ترقی ممکن نہیں ہو سکتی، اور معاشرتی فراہمی کے طریقے اور عمل کو انتہائی اندھا بنا دیتی ہے۔ یہ اہم ہے کہ سماجی فلاح و بہبود کے لیے مختلف طبقات، مذاہب، جنسیتوں، عمرین، اور سرگرمیوں کی ضروریات اور مطالبات کو مد نظر رکھا جائے۔ اس طرح کی روشنی میں، ہر شخص اپنی خصوصیات اور اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی مکمل توانائیوں کو استعمال کر سکتا ہے، جس سے سماجی فلاح و بہبود کو ہمیشہ کے لیے مستحکم اور مستقبل کے لیے پختہ بنایا جا سکتا ہے۔[xx] تمام مذاہب کی بنیاد انسانیت، فلاح و

بہبود،اور خیر خواہی پر رکھی گئی ہے۔ ہر مذہب انسانیت کی فلاح و بہبود کو بڑھانے، محبت اور رحمت کو فروغ دینے،اور دیگرین کی مدد اور نفع کے لئے کوشاں ہونے کی ترقی پر زور دیتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا فرمان "خیر الناس من ینفع الناس[xxi]"اسی انسانیت پر مبنی فلاح و بہبود کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ایسا شخص بہترین ہوتا ہے جو دوسروں کی مدد اور نفع کے لئے مشغول ہو،اور اپنی معاشرتی اور دینی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہو۔

یہ اہم ہے کہ ہم سب اپنے مذہبی اور معاشرتی اقدار اور اصول کے ساتھ انسانیت کی فلاح و بہبود کی راہ میں مل کر کام کریں،اور دیگرین کی مدد کرتے ہوئے ایک بہترین اور محبت بھرا معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔

تمام انبیاء کرام کی تبلیغ کا اہم ترین مقصد ایک بہترین معاشرت کی بناوٹ تھی، جو خیر و فلاح سے متعلق ہو، جہاں انسانیت کے اصول اور اخلاقی قیمتوں کی پاسداری کی جائے اور بدی اور تخریب کا کوئی نام ونشان نہ ہو۔انبیاء کرام نے انسانیت کی سب سے بڑی خیر خواہی کو آگے بڑھانے کی ترقی کو ترویج دیا۔اسلام کی تعلیمات میں انسانیت کی فلاح و بہبود اور انسانوں کی خوشحالی اور سکونت کا طریقہ زندگی بیان کیا گیا ہے۔اسلام کا دین خود میں پوری انسانیت کے خیر و بہبود کو در پیش کرتا ہے اور اس کا مقصد انسانیت کی سب سے بڑی خیر خواہی کو پورا کرنا ہے۔

ہمیں بھی اپنے انبیاء کرام کے مثالی رہنمائی کی روشنی میں انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے کام کرنا چاہئے اور ان کی تعلیمات کو عمل میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم بھی ایک محبت بھرا، خیر وفلاح سے بھرپور معاشرہ قائم کر سکیں۔،آپ ﷺ نے فرمایا:

الدِّينُ النَّصِيحَةُ[xxii]

خالد علوی کی اس بیان میں ظاہر ہے کہ وہ خیر و بہبود کے نبوی اصولوں کو فہم کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طبعی فیاضی نہ صرف انفرادی معاملات میں بلکہ ریاست کی تنظیمات پر بھی اثر انداز تھی۔ان کی فیاضیت نے معاشرتی فلاح اور اجتماعی بہبود کی پالیسیوں میں اہم کردار ادا کیا۔وہ کہتے ہیں کہ انبیاء کی دعوت کا بنیادی جزو خیر خواہی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی توجہ سے یہ خیر خواہی اسلامی ریاست کی فلاحی پالیسی کا اہم جزو بنتی ہے۔ یہ بیان اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور فیاضیت اسلامی معاشرت کی فلاح و بہبود کے لیے نہایت اہم ہیں اور ان کی پیروی معاشرتی سرگرمیوں میں بھی اہمیت رکھتی ہے۔اللہ کو انسان کی فلاح اور خیر خواہی بہت پسند ہے، اور اس لئے اللہ کے بندوں کو دوسروں کی مدد اور خیر خواہی کرنے پر احسان مند بنانے کا رویہ بہت پسندیدہ ہے۔اس طرح کی فعالیتیں جیسے کہ مدد کرنا،احسان کرنا،اور دوسروں کے حقوق کی پایداری کا خیال رکھنا، سونے اور چاندی سے بہتر ہے۔یعنی اسلامی روحانیت میں احسان کرنے اور دوسروں کی خیر خواہی کرنے کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ ایک انوکھا رویہ ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔[xxiii]

بائبل میں دوستوں کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کرنے کی سراہی گئی ہے، لیکن دشمن کی تکلیف یا مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنے سے مانع کیا گیا ہے۔اسی طرح،اگر کوئی شخص تیرا دشمن ہو اور وہ گر گیا ہو، تو تمہیں اس پر خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔اور اگر وہ تجھے نقصان پہنچاتا ہے، تو تیرے دل کو شادمان نہ ہونے دینا چاہئے۔ ممکن ہے کہ خداوند تیرے رویے کو ناپسند کرے اور اپنے غضب کو اس سے ہٹالے۔[xxiv]

اسلام ایک اجتماعی دین ہے جو ہمیشہ معاشرتی فلاح و بہبود، اجتماعی معاملات،اشتراک، تعاون،اور تفاہم کی اہمیت کو سنجیدگی سے لیتا ہے۔اسلام کسی بھی کاروباری یا تجارتی فعالیت کو جس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو، یا جو معاشرتی تعلقات اور تہذیب و تمدن کے ساتھ موافق ہو، کیلئے ممکن بناتا ہے۔علاوہ ازیں،اسلام انسانیت کے درمیان اخوت، محبت،اور احترام کو بڑھاؤ کر، مختلف مذاہب اور اقوام کے درمیان مشترکہ بات چیت کی بھرپور دعوت دیتا ہے۔

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے ایک واقعہ روایت ہے جس میں ایک یہودی نے پیغمبر اسلام ﷺ کو اپنے گھر پر دعوت دی اور انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔یہ واقعہ اس بات کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے کہ اسلام مختلف مذاہب کے افراد کے درمیان بھی محبت، تعاون،اور احترام کی بات چیت کی ترغیب دیتا ہے۔:

أَنَّ يَهُودِيًّا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، فَأَجَابَهُ[xxv]

بائبل میں آیا ہے: "غرض تم سب ایک دل ہو کر رہو، ہمدردی سے کام لو اور برادرانہ محبت سے پیش آؤ"، جو ایک اہم مقولہ ہے جو معاشرتی رہنمائی اور برادریت کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح، نبی اکرم ﷺ نے مسلم بیماروں کے علاوہ غیر مسلموں کی بھی عیادت فرمائی ہے، جو انسانیت کی بڑی شاندار مثال ہے۔

اسلام نے معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے امن و امان قائم رکھنے اور دوسرے ادیان کے متبعین کے ساتھ احترام اور محبت کی بات چیت کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اسی طرح، غریبوں، مسکینوں، اور لاچاروں کی مدد کرنے اور ان کی فلاح و بہبود کیلئے اقدامات اٹھانے کی بھی رہنمائی دی گئی ہے۔ اس طرح کے اقدامات کر کے، ایک معاشرہ خوشگوار اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

بین المذاہب میں انصاف اور بہبود کو در پیش چیلنجز کا مطالعہ

بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کو در پیش چیلنجز کی کھوج ایک پیچیدہ منظر نامے کو ظاہر کرتی ہے جس میں مختلف رکاوٹیں ہیں جو سوچ سمجھ کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف نظریاتی نظریات اور تاریخی تنازعات انصاف اور فلاح و بہبود کے لیے ایک متفقہ نقطہ نظر کے حصول کو مزید پیچیدہ بنا دیتے ہیں، جس کے لیے متنوع نقطہ نظر کو ہم آہنگ کرنے کے لیے اہم حکمت عملیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بین المذاہب میں انصاف اور انسانی فلاح و بہبود کو بہت سے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کی تفصیل کچھ یوں بیان کی جاسکتی ہے:

سیاسی اور سماجی اقتصادی عوامل:

اس پر تحقیق کی جائے کہ بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کو فروغ دینے میں سیاسی اور سماجی اقتصادی عوامل کس طرح چیلنجز میں حصہ ڈالتے ہیں۔ اور بین المذاہب تعلقات پر سیاسی حرکیات اور معاشی تفاوت کے اثر و رسوخ کا تجزیہ کیا جائے، اور انصاف اور فلاح و بہبود کے لیے مزید جامع اور مساویانہ نقطہ نظر کو یقینی بنانے کے لیے ان چیلنجز کو نیویگیٹ کرنے کے مزید اور بہتر طریقے تلاش کیے جائیں تاکہ ان پر قابو پایا جاسکے۔

تاریخی تنازعات اور صدمات:

دوسرا بڑا چیلنج جو کہ اس وقت در پیش ہے وہ موجودہ دور کے بین المذاہب تعلقات پر مذہبی برادریوں کے درمیان تاریخی تنازعات اور صدمات ہیں اسکے لیے ان تنازعات کا مطالعہ کرنا اور اس بات کا جائزہ لینا کہ تاریخی شکایات کس طرح اعتماد اور تعاون کے فقدان میں حصہ ڈال سکتی ہیں، اور ان تاریخی زخموں کو دور کرنے اور بھرنے کے لیے بہتر حکمت عملی تجویز پیش کرنا تاکہ ایک زیادہ ہم آہنگ بین المذاہب ماحول کو فروغ دیا جاسکے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید سے یوں رہنمائی ملتی ہے:

وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُؕ-اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْؕ-اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا[xxvi]

"اور کہہ دو اپنے بندوں سے کہ وہ بولیں جو بہتر ہے۔ بیشک شیطان ان کے درمیان فتنہ ڈالتا ہے۔ بیشک شیطان انسان کا صریح دشمن ہوتا ہے۔"

قانونی اور ادارہ جاتی رکاوٹیں:

بین المذاہب انصاف اور فلاحی اقدامات میں رکاوٹ بننے والے قانونی اور ادارہ جاتی چیلنجز کا جائزہ لیا جائے اور امتیازی پالیسیوں، قانونی پابندیوں اور ادارہ جاتی تعصبات کا تجزیہ کیا جائے جو متنوع مذہبی گروہوں کے مؤثر تعاون میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اور اسکے علاوہ مقامی اور عالمی سطح پر ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے اصلاحات اور وکالت کی حکمت عملیکو پیش کیا جائے۔

بین المذاہب تعلیم اور بیداری کا فقدان:

ایک اور اہم چیلنج جو در پیش ہے اس میں تعلیم کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے اسکے لیے ضروری ہے کہ بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود سے متعلق در پیش چیلنجز سے نمٹنے میں تعلیم کے کردار کو دریافت کیا جائے۔ دقیانوسی تصورات اور تعصبات کو برقرار رکھنے پر بین المذاہب تعلیم اور بیداری کی کمی کے اثرات کا اندازہ لگایا جائے۔ بین المذاہب تعلیم کو بڑھانے اور زیادہ باخبر اور روادار

معاشرے کو فروغ دینے کے لیے اہم اقدامات پیش کیے جائیں۔

سیکورٹی خدشات اور مذہبی انتہاپسندی:

بین المذاہب تعاون کو روکنے میں سیکورٹی خدشات اور مذہبی انتہاپسندی کے عروج سے در پیش چیلنجز کی تحقیقات کی

جائے۔ ان تمام طریقوں کا تجزیہ کیا جائے جو انتہاپسندی انصاف اور فلاح و بہبود کی مد میں کی گئی کوششوں کو نقصان پہنچاسکتی ہے اور بین المذاہب مکالمے اور تعاون کو فروغ دیتے ہوئے بنیاد پرستی کا مقابلہ کرنے کے لیے حکمت عملی تجویز کی جائے۔

عالمگیریت اور ثقافتی تصادم:

بین المذاہب تعلقات پر عالمگیریت اور ثقافتی تصادم کے اثرات کا تجزیہکیا جائے۔ اور اس پر تحقیق کی جائے کہ کس طرح ثقافتی اختلافات، عالمگیریت کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں اور انصاف اور فلاحی اقدامات کے نفاذ میں چیلنجز پیدا کر سکتے ہیں۔ ثقافتی تنوع کو نیویگیٹ کرنے اور بین المذاہب تعاون کے لیے مزید جامع انداز کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملی تجویز کی جائے۔

بین المذاہب قیادت کا فقدان:

بین المذاہب چیلنجز سے نمٹنے میں مذہبی کمیونٹیز کے اندر قیادت کے کردار کا تفصیلی جائزہ لیا جائے اور اس کے علاوہ ان بین المذاہب رہنماؤں کو فروغ دینے کی اہمیت کا اندازہ کیا جائے جو کہ تقسیم کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکیں، افہام و تفہیم کو فروغ دے سکتے ہو، اور انصاف اور فلاحی اقدامات کو آگے بڑھانے میں مددگار معاون ثابت ہو سکتے ہو۔ متنوع مذہبی روایات کے اندر ایسی قیادت کو تیار کرنے اور بااختیار بنانے کے لیے حکمت عملیکو تجویز کیا جائے۔

میڈیا کے اثر ورسوخ اور ادراک کا انتظام:

مختلف مذہبی برادریوں کے بارے میں تاثرات اور رویوں کی تشکیل میں میڈیا کے کردار کی چھان بین کی جائے۔ اور تجزیہکیا جائے کہ کس طرح میڈیا کی تصویر کشی بین المذاہب دقیانوسی تصورات میں حصہ ڈالتی ہے یا چیلنج کر سکتی ہے۔ ذمہ دارانہ میڈیا کوریج کو فروغ دینے کے لیے حکمت عملیکی جائے جو مثبت بین المذاہب تعلقات کو فروغ دے اور انصاف اور فلاحی اقدامات کی حمایت کرے۔

انصاف اور بہبود کو در پیش مسائل اور ان کا حل

بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے حصول کو سماجی، ثقافتی اور تاریخی پیچیدگیوں میں جڑے کثیر جہتی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ مذہبی شناخت پر مبنی امتیاز، مذہبی اختلافات، اور تاریخی تنازعات کے دیرپا اثرات متنوع عقائد کی روایات کے درمیان بامعنی تعاون کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ تاہم، ان مسائل کے قابل عمل حل موجود ہیں۔ مذہبی تعلیم، بین المذاہب مکالمے، اور ثقافتی افہام و تفہیم کو فروغ دینے والے اقدامات تعصب اور جہالت کو کم کر سکتے ہیں، احترام کی فضا کو فروغ دے سکتے ہیں۔ بین المذاہب انصاف اور بہبود کو بہت سے مسائل در پیش ہیں جن کو ہم زیر بحث لانے کی کوشش کریں گے اور پھر ان تمام مسائل کا حل بھی پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

مذہبی امتیاز اور تعصب:

اس وقت سب سے پہلا مسئلہ جو درپیش ہے وہ مذہبی شناخت کی بنیاد پر تعصب اور امتیاز ہے جو بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کی کوششوں میں رکاوٹ بن سکتا ہے، جس کی وجہ سے بعض مذہبی گروہوں کے ساتھ اخراج اور غیر مساوی سلوک ہوتا ہے۔اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ایسے تعلیمی پروگراموں کو نافذ کریں جو مذہبی رواداری اور شمولیت کو فروغ دیں۔احترام اور افہام و تفہیم کی ثقافت کو فروغ دیتے ہوئے غلط فہمیوں اور دقیانوسی تصورات کو دور کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کی جائے۔

دینی اداروں کے درمیان تعاون کا فقدان:

دوسرا مسئلہ جو اس وقت درپیش ہے وہ مذہبی اداروں کے درمیان محدود تعاون اور ہم آہنگی ہے جو کہ معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں مشترکہ کوششوں میں رکاوٹ بنتی ہے، اور اجتماعی اثرات کے احساس کو روکتی ہے۔اس کا حل ایسی بین المذاہب کونسلز یا فرمز قائم کی جائیں جو مختلف مذہبی روایات سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں کو اکٹھا کریں تاکہ انصاف اور فلاحی اقدامات پر تعاون کو آسان بنایا جائے اور مشترکہ وکالت اور مشترکہ وسائل کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔اس چیز کو قرآن مجید کی رو سے بھی واضح کیا جاسکتا ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ایک جماعت کے قیام اور اس کی ذمہ داریوں کی طرف یوں متوجہ فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[xxvii]

"اور تم میں سے ایسی امت ہونی چاہئے جو نیکی کی دعوت دیتی ہو، اور بھلائی کی ترغیب دیتی ہو، اور نیکی کی امر کرتی ہو، اور برائی سے روکتی ہو، اور ان ہی لوگوں میں کامیابی ہوتی ہے۔"

جماعت کی تشکیل اور اس کے کاموں کا حکم قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔اس آیت مبارکہ میں بھی اسی نوعیت کی بات کی گئی ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ مسلمانوں میں ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی دعوت دے، بھلائی کی ترغیب دے، نیکی کی امر کرے، اور برائی سے روکے۔اس طرح کی جماعت کی تعمیل اور ان کے کاموں کو انجام دینے کا حکم ہر مسلمان پر واجب ہے۔یہ آیت مسلمانوں کو ایک متحدہ جماعت بنانے اور ان کے اعمال کو سنجیدہ اور اخلاقی بنیادوں پر قائم کرنے کی ہدایت دیتی ہے۔

مذہبی اختلافات اور نظریاتی تغیرات:

مختلف عقائد کے درمیان مذہبی نقطہ نظر میں اختلاف انصاف اور فلاح و بہبود کے لیے ایک متفقہ نقطہ نظر کو فروغ دینے میں چیلنجز کا باعث بن سکتا ہے۔اس کے لیے سب سے بہتر یہ ہی ہے کہ مشترکہ اقدار اور اخلاقی اصولوں پر توجہ مرکوز کی جائے جو کہ مذہبی باریکیوں سے بالاتر ہو۔ مشترکہ بنیاد تلاش کرنے اور سماجی انصاف کے لیے مشترکہ عزم کو فروغ دینے کے لیے مذہبی مکالمے کی سہولت فراہم کی جائے۔

سیاسی مداخلت اور قانون سازی:

معاشرے کے لیے سب سے بڑا خطرہ جس سے معیشت تباہ ہوسکتی ہے اور جس سے زندگی کا ہر نظام درہم برہم ہوتا ہے وہ ہیں سیاسی عوامل۔ بالکل اسی طرح سیاسی عوامل بین المذاہب اقدامات میں بھی مداخلت کرسکتے ہیں، اور امتیازی قانون سازی منصفانہ اور جامع پالیسیوں کے نفاذ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔اس کے لیے مذہبی آزادی اور مساوی حقوق کو برقرار رکھنے والی پالیسیوں کو مرتب کیا جائے اور ہمیشہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے پالیسی سازوں کے ساتھ مشغول ہوں کہ قانون سازی شمولیت کو فروغ دیتی ہے اور تمام مذہبی برادریوں کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے۔

جہالت اور بین المذاہب تعلیم کا فقدان:

مختلف مذہبی روایات کے بارے میں سمجھ کی کمی لاعلمی، دقیانوسی تصورات کو برقرار رکھنے اور باہمی تعاون کی کوششوں میں رکاوٹ کا باعث بن سکتی ہے۔اسلیے بین المذاہب تعلیم کو اسکول کے نصاب اور کمیونٹی پروگراموں پیں شامل کیا جائے۔اور ایسے ثقافتی تبادلوں اور ورکشاپس کو فروغ دیا جائے جو افراد کو متنوع مذہبی نقطہ نظر کے بارے میں جاننے اور ان کی تعریف کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

معاشی تفاوت اور سماجی ناانصافی:

سب سے اہم مسئلہ معاشی تفاوت اور سماجی ناانصافیاں غیر متناسب طور پر بعض مذہبی برادریوں کو متاثر کرتی ہیں،اور بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے مجموعی مقصد میں ہمیشہ رکاوٹ بنتی ہیں۔اسکے لیے تفاوت کو دور کرنے والی جامع اقتصادی پالیسیاں تیار کی جائیں۔اور اسکے علاوہ اجتماعی طور پر غربت،عدم مساوات اور امتیازی سلوک سے نمٹنے کے لیے مشترکہ سماجی انصاف کے اقدامات میں شامل ہوں۔

انتہاپسندی اور سلامتی کے خدشات:

مذہبی انتہاپسندی کا عروج سیکورٹی خدشات کا باعث بن سکتاہے، بین المذاہب تعاون کو چیلنج اور خوف کی فضا پیدا کر سکتاہے۔اس کے لیے نہایت ضروری ہے کہ انتہاپسندی کے انسداد کے لیے بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیا جائے اور حفاظتی اقدامات پر تعاون کیا جائے جو مخصوص مذہبی گروہوں کو نشانہ بنائے بغیر کمیونٹی کی حفاظت کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

میڈیا کا اثر اور غلط بیانی:

کسی بھی معاشرے کی بگاڑ اور معاشرے کے امن وسکون میں سب سے بڑا ہاتھ میڈیا ہی کا ہوتا ہے مگر یہاں میڈیا اپنا غلط رول ادا کر کے جانبدارانہ نمائندگی دقیانوسی تصورات کو تقویت دے سکتی ہے اور بعض مذہبی برادریوں کے بارے میں منفی تاثر میں بھی حصہ ڈال سکتی ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ ذمہ دارانہ صحافت کی حوصلہ افزائی کی جائے جو کہ مذہبی عقائد کے تنوع کی عکاسی کرتی ہو۔اور اس کے علاوہ درست اور منصفانہ نمائندگی کو یقینی بنانے کے لیے میڈیا آؤٹ لیٹس اور مذہبی کمیونٹیز کے درمیان تعلقات کو فروغ دیا جائے۔

بین المذاہب قیادت کا فقدان:

اسکے علاوہ ایک اور مسئلہ جو پیش آسکتاہے وہ یہ ہے کہ بین المذاہب تعاون کو فعال طور پر فروغ دینے والے قائدین کی عدم موجودگی موثر انصاف اور فلاحی اقدامات کی ترقی اور نفاذ میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔اس کے حل کے لیے ضروری ہے کہہ مذہبی کمیونٹیز کے اندر ایسے رہنماؤں کی حمایت اور ان کو بااختیار بنایا جائے جو بین المذاہب افہام و تفہیم کی وکالت کرتے ہو اور مذہبی خطوط پر انصاف، فلاح و بہبود اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے پرعزم رہنماؤں کی ایک نئی نسل تیار کریں۔

خلاصہ

یہ تحقیقی اور تجزیاتی جائزہ بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے بارے میں اسلام کے اصولوں اور تعلیمات پر روشنی ڈالتاہے۔اسلامی صحیفوں، علمی تشریحات اور تاریخی مثالوں کا جائزہ لے کر،اس مقالہ کا مقصد ایک منصفانہ اور جامع معاشرے کو فروغ دینے کے لیے اسلام کی شراکت پر روشنی ڈالناہے جو تمام افراد کی فلاح و بہبود کو فروغ دیتاہے، چاہے ان کے مذہبی عقائد کچھ بھی ہوں۔

مقالے کا آغاز اسلامی عقیدے کے اندر انصاف اور فلاح و بہبود کے بنیادی تصورات کی کھوج سے ہوتاہے۔یہ قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کا تجزیہ کرتاہے جو تمام لوگوں کے ساتھ انصاف اور ہمدردی کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ان بنیادی ذرائع سے اخذ کرتے ہوئے، مقالہ اس بات کا جائزہ لیتاہے کہ کس طرح اسلامی تعلیمات مختلف مذہبی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ مساوی سلوک کو فروغ دیتی ہیں،اور مسلمانوں کو بین المذاہب مکالمے اور تعاون میں مشغول ہونے کی ترغیب دیتی ہیں۔مزید برآں، یہ تحقیق و تجزیاتی جائزہ بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے لیے ایک جامع فریم ورک تیار کرنے میں اسلامی اسکالرز اور فقہاء کے کردار پر روشنی ڈالتاہے۔یہ ان قابل ذکر اسلامی سکالرز کے کاموں کا جائزہ لیتاہے جنہوں نے انصاف اور ہمدردی کے اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ ہم آہنگی کے تعلقات استوار کرنے کے لیے گفتگو میں حصہ لیا۔

اس مقالہ میں اسلامی سنہری دور کے دوران بین المذاہب تعاملات کی تاریخی مثالوں کی بھی چھان بین کی گئی ہے، جب مسلم معاشرے متنوع مذہبی اور ثقافتی برادریوں کے ساتھ اپنی مصروفیت کے ذریعے ترقی کی منازل طے کرتے تھے۔اس میں ایسی مثالیں پیش کی گئی ہیں جہاں اسلامی تعلیمات نے مسلمانوں کو منصفانہ معاشروں کے قیام میں رہنمائی کی جو تمام اراکین کی فلاح و بہبود کو تحفظ فراہم کرتی ہے، چاہے ان کی مذہبی وابستگی کچھ بھی ہو۔مزید برآں، یہ مقالہ بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے اسلامی تنظیموں اور افراد کی طرف سے کیے گئے عصری اقدامات کی کھوج کرتا ہے۔یہ مختلف مذہبی برادریوں کے درمیان مکالمے، تعاون اور سماجی انصاف کو فروغ دینے میں مسلم علماء، کارکنوں، اور کمیونٹی رہنماؤں کی کوششوں کو اجاگر کرتا ہے۔

آخر میں، یہ تحقیقی اور تجزیاتی جائزہ بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے فروغ میں اسلامی تعلیمات کی بھرپور روایت کو ظاہر کرتی ہے۔انصاف اور ہمدردی کے اصولوں پر زور دیتے ہوئے، اسلام مسلمانوں کو متنوع عقائد کے پس منظر والے افراد کے ساتھ فعال طور پر مشغول ہونے کی ترغیب دیتا ہے، ایک زیادہ منصفانہ اور جامع معاشرے کے لیے کام کرنے کے لیے جو اس کے تمام اراکین کی فلاح و بہبود کو برقرار رکھے۔

تجاویز و سفارشات

بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے لیے اسلامی تعلیمات کے تحقیقی اور تجزیاتی جائزے کی بنیاد پر، ان اصولوں کے عملی اطلاق کو بڑھانے کے لیے کئی تجاویز اور سفارشات سامنے آتی ہیں:

تعلیمی اداروں اور کمیونٹی سینٹرز میں بین المذاہب تعلیم کے پروگرام تیار کیے جائیں اور ان کو فروغ دیا جائے۔ان پروگراموں کو انصاف اور فلاح و بہبود سے متعلق اسلامی تعلیمات کے بارے میں علم کو پھیلانے، تفہیم کو فروغ دینے، اور متنوع مذہبی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان مکالمے کی حوصلہ افزائی پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔

کمیونٹی پر مبنی اقدامات کی حوصلہ افزائی کی جائے جو مقامی بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات کا اطلاق کریں۔اس میں مشترکہ خیراتی تقریبات، کمیونٹی سروس پروجیکٹس، اور سماجی بہبود کے پروگراموں کا انعقاد شامل ہو سکتا ہے جو افراد کو فائدہ پہنچاتے ہیں چاہے ان کی مذہبی وابستگی کچھ بھی ہو۔

اسلامی تعلیمات پر مبنی بین المذاہب تعاون کی مثبت مثالوں کو اجاگر کرنے کے لیے میڈیا تک رسائی کے اقدامات اور آگاہی مہمات کا آغاز کیا جائے۔اس سے منفی دقیانوسی تصورات اور غلط فہمیوں کا مقابلہ کرنے میں اور بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کے لیے اسلام کی شراکت کے بارے میں زیادہ درست اور باریک بینی کو فروغ دینے میں مدد مل سکتی ہے۔بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود پر اسلامی تعلیمات سے متاثر اقدامات کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے نگرانی اور تشخیص کا طریقہ کار قائم کیا جائے۔اس میں شامل کمیونٹیز کے تاثرات اور تجربات کی بنیاد پر حکمت عملیوں کا باقاعدگی سے جائزہ لیا جائے اور ان کو بہتر بنایا جائے۔

ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے سے، تحقیق نہ صرف علمی تفہیم بلکہ وسیع تر سماجی سطح پر بین المذاہب انصاف اور فلاح و بہبود کو فروغ دینے میں اسلامی اصولوں کے عملی ادراک میں بھی اپنا حصہ ڈال سکتی ہے۔

---

[i] القرآن، النساء 135/4

[ii] محمد مدثر شفیق اینڈ عابد نعیم، بین المذاہب ہم آہنگی اور عصری تقاضے: الہامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ (2020)

[iii] ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب (دارِ صادر، بیروت) 43011

[iv] صدیقی، محمد عبدالحفیظ، برصغیر پاک و ہند میں اسلامی نظامِ عدل (ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد) ص 9

[v] Edward William Lane, An Arabic English Lexicon, 1/1972

[vi] القرآن، لقمان 13/31

[vii]القرآن،الانعام82/6

[viii]القرآن،الحدید25/57

[ix]بائبل،استثناء20-18:16

[x]مقالاتِ سیرت، حصہ اوّل(نویں قومی سیرت کانفرنس،وزارتِ اُمور مذہبی حکومت پاکستان،اسلام آباد)پروفیسر عبداللطیف انصاری،اسلام کے قانونی نظام کے بنیادی اُصول،ص101

[xi]القرآن،النساء58/4

[xii]القرآن،المائدہ8/5

[xiii]جامع ترمذی:حدیث نمبر1334

[xiv]سنن ابی داؤد:حدیث نمبر3574

[xv]سنن ابی داؤد:حدیث نمبر3573

[xvi]القرآن،البقرۃ219/2

[xvii]القرآن،البقرۃ271/2

[xviii]القرآن،البقرۃ274/2

[xix]The Decent Society By Avishai Margalit

[xx]The Welfare State: A General Theory by Paul Spicker

[xxi]علی بن حسین ہندی، کنزالعمال في سنن الأقوال والأفعال، کتاب المواعظ والرقائق والخطب والحکم من قسم الأفعال، فصل في جامع المواعظ والخطب: خطب النبي صلی اللہ علیہ وسلم ومواعظہ(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1981ء)، حدیث:44154،16:128۔

[xxii]ترمذی، سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء في النصیحۃ، حدیث:1962،4:324۔

[xxiii]بائبل:امثال1:22

[xxiv]بائبل:امثال18-17:24

[xxv]ابن حنبل،المسند،حدیث:13201،20:424

[xxvi]القرآن،بنی اسرائیل53/15

[xxvii]القرآن،آل عمران104/3